ہندوستان میں فلموں کی آمد

عقیل عباس جعفری☆
ڈاکٹر توصیف احمد خان☆☆

Arrival of Films in India

Aqeel Abbas Jafri
Dr. Touseef Ahmed Khan

Abstract:
Historians, all over the world, are finding new subjects to include in history. Apart from chronicles of battles, treaties, wars and elections, now they are focusing on ralatively less traveled areas of daily lives unfolded for the mass of people. Working conditions, means of entertainment, family structures, their making and breakings. Films have undoubtedlly a fair play in these histories. Historians are now using records such as census, a accounts of harvest and markets, diaries and memories, local newspapers and the films produced in purticle time and space. In this context the authors have diverted their attention towards the adavent of films in the sub-continent. With a detaily and thorough survey of films, they have contributed a lot forfuture researchers of the field.

Key words:
Films, Art, India, theater

کلیدی الفاظ:
فلم، فنونِ لطیفہ، ہندوستان، تھیٹر

پاکستان میں اردو فلمی صنعت کے ارتقا کے سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے اس خطے میں فلمی صنعت کے آغاز کا جائزہ لینا پڑے گا۔ بھارت اس وقت دنیا میں فلم سازی کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ یہاں ہر سال مختلف زبانوں میں ایک ہزار سے زیادہ فلمیں بنتی ہیں۔ اتنی بڑی تعداد میں فلمیں ہالی وڈ میں بھی نہیں بنتیں۔ برصغیر کی فلمی تاریخ کی ابتدا 7 جولائی 1896ء سے ہوئی جب فرانس کے لومیر برادران نے ممبئی کے واٹسن ہوٹل میں برصغیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ متحرک فلمیں دکھانے کا مظاہرہ کیا۔(1)

☆ ریسرچ اسکالر، شعبہ ابلاغ عامہ، وفاقی اردو یونیورسٹی
☆☆ صدر شعبہ ابلاغ عامہ، وفاقی اردو یونیورسٹی

لومیر برادران کے مکمل نام لوئی یزاں لومیر اور آگسٹ میری لومیر تھے۔ یہ دونوں بھائی چند ماہ پیشتر 28 دسمبر 1895ء کو پیرس کے گرانڈ کیفے میں اس نوعیت کی فلموں کی نمائش کر چکے تھے۔ پیرس میں کامیابی کے بعد انہوں نے ریجنٹ اسٹریٹ لندن میں اپنی ایجاد کا مظاہرہ عوام کے سامنے کیا۔ ایک فلم The Arrival of a Train at La Ciotat Station میں ایک ٹرین کو اسٹیشن میں داخل ہوتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ کیمرہ مین نے اپنا کیمرہ ریل کی پٹری پر اس مقام پر رکھا تھا جہاں سے کچھ فاصلے پر ٹرین کو آکر رکنا تھا۔ فلم کے ناظرین کو یوں لگا جیسے ٹرین پردہ فلم سے نکل کر ان کی جانب آرہی ہے اور وہ چند ہی لمحوں میں اس کے نیچے آکر کچلے جانے والے ہیں۔ چنانچہ فلم کی نمائش کے دوران بعض لوگ دہشت زدہ ہو کر اپنی نشستوں سے اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑے، بعض خواتین کو غش آگیا اور انتظامیہ کو نرسیں بلانی پڑیں کہ ان شہیدان شوق کی تیمارداری کریں۔(2)

اب لومیر برادران نے دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی اپنی سینما ٹوگرافی فلمیں دکھانے کا فیصلہ کیا۔ وہ اپنی بنائی ہوئی فلموں کی نمائش کے لیے آسٹریلیا روانہ ہوئے مگر راستے میں ممبئی آگیا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ کیوں نہ کچھ وقت کے لے اس کاسموپولیٹن شہر میں رک کر اپنی فلموں کی نمائش کی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور 7 جولائی 1896ء کو ٹائمز آف انڈیا ممبئی میں ایک اشتہار شائع ہوا جس میں اہالیان شہر کو "صدی کے سب سے بڑے کارنامے اور دنیا کے سب سے بڑے عجوبے "سینماٹوگرافی" دیکھنے کی دعوت دی گئی تھی، فلم کا ٹکٹ ایک روپیہ تھا جو اس زمانے کے لحاظ سے خاصا مہنگا تھا اور رات کو 7، 6 اور 10 بجے ان فلموں کا اہتمام کیا گیا تھا۔(3)

ہر شو میں سترہ، سترہ میٹر لمبی چھ فلمیں دکھائی جاتی تھیں جن کے نام تھے Entry of A Demolition،Arrival of a Train،The Sea Bath،Cinematography، Leaving the Factory اور Leadies and Soldierson Wheels،(4))

ممبئی کے شہریوں میں یہ فلمیں بہت مقبول ہوئیں اور چند روز بعد ہی 14 جولائی 1896ء سے ممبئی کے ناولٹی تھیٹر میں تین روز تک ان فلموں کی نمائش کا دوبارہ اہتمام کیا گیا۔ لومیر برادران نے عوام کے ذوق و شوق کے پیش نظر ناولٹی تھیٹر میں شائقین کے لیے چند فلموں کا اضافہ بھی کر دیا۔ ان مزید فلموں میں The Photographer،London Girl Dancers،TheSerpent، Sea and Rocks،Hyde Park،Paris Cyclists and Equestrians، The CologneExpress،Practical Jokes،Transformation of Hats اور

Parade of the Guard کے نام شامل تھے۔ یہ سلسلہ بھی بے حد مقبول ہوا اور فلم بینوں کے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے فلموں کی یہ تعداد بعد ازاں 24 تک پہنچ گئی۔(5)

شائقین فلمیں دیکھنے کے لیے ناولٹی تھیٹر پر ٹوٹ پڑے اور یوں فلموں کی نمائش کا یہ سلسلہ تین روز کی بجائے ایک ماہ تک جاری رہا اس دوران ان فلم بینوں کی سہولت کے لیے جو پردہ دار خواتین اور اہل خانہ کے ہمراہ یہ فلمیں دیکھنے کے لیے آتے تھے، باکس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ فلم کے ٹکٹ پر بھی نظر ثانی کی گئی اور چار آنے سے دو روپے تک مختلف قسم کی نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چار آنے والا ٹکٹ سب سے پچھلی نشستوں والوں کے لیے اور دو روپے کا ٹکٹ سب سے آگے آرکسٹرا کے ساتھ بیٹھنے والے تماشائیوں کے لیے تھا۔ ممبئی میں ان فلموں کی نمائش کا یہ سلسلہ 15 اگست 1896ء تک جاری رہا۔(6)

جن دنوں برصغیر میں یہ فلمیں دکھائی جارہی تھیں انہی دنوں دنیا کے دیگر ممالک میں بھی لومیر برادران کی جانب سے اسی نوع کی فلموں کی نمائش کا سلسلہ جاری تھا مثلاً 7 جولائی 1896ء کو جس دن ممبئی میں ان فلموں کی نمائش کا آغاز ہوا، اسی دن روس کے شہر سینٹ پیٹرز برگ میں پہلی مرتبہ متحرک فلمیں دکھائی گئیں، تقریباً اسی زمانے میں چین، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ میں بھی ان فلموں کی نمائش کی گئی۔ یورپ اور امریکہ کے متعدد شہروں میں یہ فلمیں چند ہفتے یا چند ماہ پہلے ہی دکھائی جاچکی تھیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہوا کہ لومیر برادران جلد از جلد دنیا کے تمام براعظموں میں اپنی ایجاد کے ثمرات دیکھنا چاہتے تھے، انہیں خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے ذرا بھی تساہل سے کام لیا تو دوسرے موجدین اس موقع سے فائدہ اٹھالیں گے،(7) اور شاید ہوتا بھی یہی کیونکہ اگلے چند برسوں میں کئی دوسرے فلم ساز ادارے اپنی فلمیں لے کر برصغیر آئے۔ جنوری 1897ء میں اسٹیورٹ، ستمبر 1897ء میں ہیوز اور 1898ء میں پروفیسر اینڈرسن اور مل بلڈینچ نے ممبئی میں اپنی فلموں اور ان فلموں کو فلم بند کرنے والے آلات کی نمائش کی۔ ممبئی کے علاوہ کلکتہ بھی ان موجدین کی دلچسپی کا مرکز بنا جہاں اسٹار تھیٹر میں مسٹر اسٹیونز نے اپنی فلموں کی نمائش کی (8) لومیر برادران کی جانب سے تو ان فلموں کی نمائش کا سلسلہ 15 اگست 1896ء ہی کو ختم ہو گیا تھا، مگر اب شائقین کے ذوق وشوق کا ایک کبھی ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ چند ہی ماہ بعد 4 جنوری 1897ء سے ممبئی کے گائٹی تھیٹر میں درآمد شدہ فلموں کی نمائش کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہو گیا(9) جلد ہی ان فلموں میں نت نئی تبدیلیاں اور اختراعات بھی کی گئیں۔ مثلاً اب کچھ دستاویزی اور تاریخی نوعیت کی فلمیں بھی عام نمائش کے لیے پیش کی جانے لگیں۔ جن میں گلہ یڈ اسٹون کی تدفین، نیلسن کی وفات، یونان اور ترکی کے درمیان جنگ اور لندن کے فائر بریگیڈ پر مبنی

فلمیں شامل تھیں کچھ ایسی فلمیں بھی پیش کی گئیں جو برصغیر ہی میں تیار کی گئی تھیں۔ ان میں دہلی، لکھنؤ اور لکھنؤ کے امام باڑے پر بنائی گئی فلمیں قابل ذکر ہیں۔ 1898ء میں کرسمس کے خصوصی شو میں ممبئی میں ٹرین کی آمد اور پونا ریس 1898ء کی فلمیں دکھائی گئیں۔ یہ فلمیں غیر ملکی فلم سازوں نے بنائی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ غیر ملکی فلموں کی درآمد بھی بدستور جاری رہی اور یکم جنوری 1900ء کو 25 نئی فلمیں نمائش کے لیے پیش کی گئیں۔ جن ممالک سے یہ فلمیں درآمد کی جاتی تھیں ان میں انگلستان کے علاوہ امریکہ، اٹلی، ڈنمارک اور جرمنی شامل تھے۔(10)

برصغیر میں نمائش کے لیے پیش کی جانے والی ان فلموں کے ناظرین میں اکثریت انگریزوں کی یا ان بھارتیوں کی ہوتی تھیں جو انگریزی طرز معاشرت کے دلدادہ تھے۔ کچھ مقامی باشندوں پر ان فلموں کے بڑے اہم اثرات مرتب ہوئے۔ ایسے ہی ایک بھارتی باشندے مہاراشٹر سے تعلق رکھنے والے ہریش چندر سکھارام بھاٹواڈیکر تھے جنہیں عرف عام میں سیودادا کہا جاتا تھا۔ وہ پیشے کے اعتبار سے فوٹو گرافر تھے اور انہوں نے 1880ء کے لگ بھگ ممبئی میں اپنا فوٹو گرافی کا اسٹوڈیو کھولا تھا۔ 1896ء میں جب انہوں نے لومیر برادران کی متحرک فلمیں دیکھیں تو وہ ان کے جادو کے اسیر ہوگئے۔ چنانچہ انہوں نے فوراً لندن سے ایک موشن پکچر کیمرا منگوایا جو غالباً برصغیر میں درآمد ہونے والا اس نوع کا پہلا کیمرا تھا۔ یہ کیمرا 1897ء میں ہندوستان پہنچا۔ اس کی مدد سے سیودادا نے ممبئی کے ہینگنگ گارڈنز میں دو پہلوانوں پنڈالک دادا اور کرشنا نیہادی کے درمیان منعقد ہونے والی ایک کشتی فلم بند کرڈالی اور فلم پروسیسنگ کے لیے لندن بھیج دی۔ اسی دوران انہوں نے پروجیکٹر بھی خرید لیا۔ جب کشتی کی فلم لندن سے واپس آئی تو انہوں نے اس کی نمائش کا اہتمام کیا۔ دوسری فلم انہوں نے سرکس کے بندروں کی تربیت کے موضوع پر بنائی پھر انہیں ایک بہت اہم واقعے کو فلم بند کرنے کا موقع ملا۔ واقعہ تھا کہ ایک بھارتی طالب علم آرپی پرانجپے نے کیمبرج یونیورسٹی میں ریاضی میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ جب وہ دسمبر 1901ء میں وطن لوٹے تو ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ سیودادا نے اس تقریب کو فلم بند کیا اور جب اسے نمائش کے لیے پیش کیا گیا تو قوم پرست بھارتیوں نے اس کی والہانہ پزیرائی کی۔ یہ برصغیر کی فلمی تاریخ کی پہلی "نیوز ریل" تھی۔(11)

سیودادا کے علاوہ چند اور بھارتی بھی فلمیں بنانے کی طرف متوجہ ہوئے جن میں ایف بی تھانہ والا، ہرلال سین اور جے ایف مدن کے نام بہت اہم ہیں۔ ایف بی تھانہ والا نے ممبئی کے مناظر اور ایک میت جلوس کی فلم بندی کرکے انہیں نمائش کے لیے پیش کیا۔ ہرلال سین نے جن کا تعلق کلکتہ سے تھا، رائل بائیسکوپ کے تحت سات مقبول بنگالی ڈراموں کے مختلف مناظر فلم بند

کیے۔ جے ایف مدن اور اس کی الفنسٹن بائیسکوپ کمپنی (کلکتہ) نے 1905ء میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت فلمیں بنانے کا آغاز کیا۔(12)

ان فلموں کی نمائش عام طور پر تھیٹروں میں کی جاتی تھیں، بعض اوقات یہ فلمیں ڈراموں اور جادو کے کھیلوں کے بعد خصوصی آئٹم کے طور پر بھی پیش کی جاتی تھیں۔ کلکتہ میں ہر لال سین نے جن مشہور ڈراموں کے مناظر فلم بند کیے تھے وہ ان ڈراموں کے بعد دکھائے جاتے تھے۔ 1898ء میں ممبئی میں مشہور شعبدے باز کارل ہرٹز اپنے شعبدوں کے بعد متحرک فلمیں دکھایا کرتا تھا۔(13)

بڑے شہروں میں تو ان فلموں کی نمائش تھیٹروں میں ممکن ہو جاتی تھی مگر چھوٹے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اکثر باغوں اور میدانوں میں ٹینٹ لگا کر ان فلموں کی نمائش کی جاتی تھی۔ یہ چلتے پھرتے سینما جلد ہی پورے بھارت میں مقبول ہو گئے۔ مگر برصغیر میں فلموں کو مقبول بنانے میں ایک بہت اہم کردار جے ایف مدن (1856ء۔1923ء) نے ادا کیا۔ جے ایف مدن، جن کا پورا نام جمشید جی فرام جی مدن تھا۔ ممبئی کے ایک پارسی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ تھیٹر کا شوق انہیں کلکتہ لے گیا جہاں انہوں نے کورنیشن ہال میں بالکل معمولی کرداروں سے اپنے کیریئر کی ابتدا کی اور رفتہ رفتہ ایک معروف اداکار بن گئے اور پھر ایک دن وہ بھی آیا جب انہوں نے وہ تھیٹر کمپنی ہی خرید لی۔ جے ایف مدن تھیٹر کے علاوہ کئی دوسرے کاروبار سے منسلک تھے، جن میں کھانے پینے کی اشیا، شراب، دوائیں، انشورنس اور جائیداد کی لین دین کے کاروبار شامل تھے۔ وہ زندگی بھر تھیٹر کے علاوہ ان دوسرے کاروبار کو بھی خاصی کامیابی کے ساتھ چلاتے رہے۔

1902ء میں انہوں نے فلم سازی کا سازوسامان خریدا اور کلکتہ کے وسط میں ایک میدان میں ٹینٹ لگا کر اپنا بائیسکوپ دکھانے کا اہتمام کیا۔ یہ فلم سازی، تقسیم کاری اور نمائش کی ایک عظیم الشان سلطنت کی ابتدا تھی جو تین دہائیوں تک نہ صرف بھارتی بلکہ برما اور سیلون میں بھی چھائی رہی۔ ان تین دہائیوں یں وہ 37 سینماؤں کے مالک بن چکے تھے۔(14) اسی زمانے میں عبدالعلی یوسف علی (1884ء۔1957ء) نے ٹینٹ میں فلمیں دکھا دکھا کر اپنے کیریئر کا آغاز کیا۔ 1901ء سے 1907ء تک وہ پورے جنوبی ایشیا (سنگاپور، سماٹرا، جاوا، برما اور سیلون) میں اپنے بائیسکوپ کی نمائش کرتے رہے۔ 1908ء سے 1914ء تک انہوں نے پورے بھارت میں بائیسکوپ کا مظاہرہ کیا۔ جس ٹینٹ پر یہ فلمیں دکھائی جا رہی تھیں وہ 100 فٹ لمبا اور 50 فٹ چوڑا ہوتا تھا۔ اور اس میں تقریباً ایک ہزار آدمی سما جاتے تھے۔ یوسف علی یہ فلمیں لندن سے منگوایا کرتے تھے اور ایک شو میں چالیس پچاس فلمیں دکھایا کرتے تھے۔ جن میں مزاحیہ خاکے، اوپیرا،

سفری فلمیں اور کھیلوں کے مقابلے شامل ہوا کرتے تھے۔ اسی زمانے میں انہوں نے ملکہ وکٹوریہ کی تدفین اور جنگ بوئر کے مناظر پر مشتمل فلمیں نمائش کے لیے پیش کیں یہ فلمیں بھی بہت مقبول ہوئیں۔

1914ء میں عبدالعلی یوسف علی نے ممبئی میں ایک پارٹنر کے ساتھ مل کر الیگزینڈرا سینما خریدا اور 1918ء میں میجسٹک سینما تعمیر کیا۔ جہاں 1931ء میں برصغیر کی پہلی متکلم فلم "عالم آرا" بھی نمائش کے لیے پیش کی گئی۔(15) اس زمانے میں جو فلمیں مقامی طور پر تیار کی جاتی تھیں وہ بالعموم کسی ایک واقعے کی عکس بندی پر مشتمل ہوتی تھیں اور ان کی نوعیت آج کل کی نیوز ریل جیسی ہوتی تھی۔ اس زمانے میں جو مقامی فلمیں خاصی مقبول ہوئیں ان میں تقسیم بنگال کی مہم اور جلوس (1905ء)، بال گنگا دھر تلک کا دورۂ کلکتہ (1906ء)، حیدرآباد کا خوفناک سیلاب (1908ء)، ممبئی میں شاہ جارج پنجم اور ملکہ میری کا دورہ (1911ء) اور دہلی دربار اور تاج پوشی (1911ء) جیسے واقعات پر مبنی فلمیں شامل تھیں۔ آخر الذکر فلم پر بعض سیاسی وجوہات کی بنا پر پابندی بھی لگادی گئی تھی۔(16) تاہم کسی مربوط کہانی پر مشتمل برصغیر کی پہلی فلم کا نام پنڈالک تھا۔ یہ فلم آر جی ٹورنی اور این جی چترا نے تیار کی تھی اور یہ مہاراشٹر کے ایک مشہور بزرگ کے حالات زندگی پر مشتمل تھی۔ یہ فلم 18 مئی 1912ء کو ممبئی کے کورونیشن سینما میں نمائش کے لیے پیش کی گئی اور ہندوؤں کو یہ فلم دیکھنے کے لیے بالخصوص دعوت دی گئی(17) بعض فلمی مؤرخین پنڈالک کو برصغیر کی پہلی خاموش فلم خیال کرتے ہیں۔ تاہم بیشتر مؤرخین یہ اعزاز راجہ ہریش چندر کو دیتے ہیں جو پنڈالک کی ریلیز کے کوئی ایک برس بعد 3 مئی 1913ء کو ریلیز ہوئی تھی اور جسے مشہور فلم ساز دادا صاحب پھالکے نے تیار کیا تھا۔ (18)

حوالہ جات

ا۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، Indian Films (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص 1

2۔ مہیر بوس۔ 2007ء، Bollywood، رولی بکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، نئی دہلی، ص 40

3 ۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، Indian Films (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص 1

4۔ گارگا، بی ڈی۔ 1996ء، So Many Cinemas، ایمی نینس ڈیزائن (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ممبئ، ص 10، 11

5۔ گارگا، بی ڈی۔ 1996ء، So ManyCinemas، ایمی نینس ڈیزائن (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ممبئ، ص 11

6۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، Indian Films (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص 5

7۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، IndianFilms (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص 2

8 ۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، Indian Films (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص 5،6

9 ۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، Indian Films (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص 5

10 ۔ رنگون والا، فیروز۔ 1979ء، A PictorialHistory of Indian Cinema، دی ہیملن پبلشنگ گروپ لمیٹڈ، لندن، نیویارک، سڈنی، ٹورنٹو، ص 10، 11

11۔ مہیر بوس۔ 2007ء، Bollywood، رولی بکس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، نئی دہلی، ص 42

12۔ رام چندرن، ٹی ایم (مدیر)۔ 1985ء، 70 Years of Indian Cinema (1913-1983)، سینما انڈین انٹرنیشنل، بمبئ، ص 18

13 ۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، Indian Films (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص 7

14 ۔ بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔ 1980ء، Indian Films (دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ

یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص8

15 ۔بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔1980ء،Indian Films(دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص8 تا10

16 ۔بارنو، ایرک، ایس کرشنا سوامی۔1980ء،Indian Films(دوسرا ایڈیشن)، اوکسفرڈ یونیورسٹی پریس، نیویارک، اوکسفرڈ، نئی دہلی، ص7، 8

17 ۔رنگون والا، فیروز۔1979ء،A PictorialHistory of Indian Cinema، دی ہیلمن پبلشنگ گروپ لمیٹڈ، لندن، نیویارک، سڈنی، ٹورنٹو، ص12

18 ۔رنگون والا، فیروز۔1979ء،A Pictorial History of IndianCinema، دی ہیلمن پبلشنگ گروپ لمیٹڈ، لندن، نیویارک، سڈنی، ٹورنٹو، ص13